نمبر پنجم جلد نہم

حکم البغاة و ذھب بعض اھل الحدیث الی انھم مرتدون قال ابن المنذر ولا اعلم احداً وافق اھل الحدیث علی تکفیرھم وھذا یقتضی نقل اجماع الفقہاء۔

(رد المختار صفحہ ۲۹۳ و صفحہ ۳۰۹ جلد ۳)

اہلحدیث یہ کہتے ہین کہ وہ مرتد ہین امام ابن المنذر فرماتے ہین کہ مین نہین جانتا کہ ان اہلحدیث کا اس تکفیر خوارج مین کوئی اور موافق وہم خیال گذرا ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہا کا عدم تکفیر پر اجماع ہے۔

لنا ان القنوت للنازلة مستمر لم ینسخ وبہ قال جماعة من اھل الحدیث وحملوا علیہ حدیث ابی جعفر عن انس ما زال یقنت حتی فارق الدنیا ای عند النوازل

(فتح القدیر صفحہ ۱۸۸)

اور فتح القدیر[10] جلد اول مطبوعہ لکھنؤ مین بصفحہ ۱۸۰ کہا ہے کہ حوادث کے وقت نمازون مین دعاء قنوت پڑھنا برابر جاری رہا ہے اور منسوخ نہین ہوا۔ اور اسی امر کی ایک جماعت اہلحدیث قائل ہے اور انہون نے حدیث انس کو کہ آنحضرت صلعم ہمیشہ قنوت پڑھتے رہے یہانتک کہ دنیا سے جدا ہوئے اس قنوت حوادث پر محمول کیا ہے۔

اور بحر الرائق[11] کی جلد اول مین بصفحہ ۲۶۴ کہا ہے کہ شرح نقایہ[12] مین بحوالہ غایہ[13] بیان کیا ہے کہ اگر مسلمانون پر کوئی حادثہ واقع ہو تو امام جہری نمازون مین دعاء قنوت پڑھے اور یہی سفیان ثوری اور امام احمد حنبل کا قول ہے اور اکثر اہلحدیث کا یہہ مذہب ہے کہ حوادث کے وقت سبھی نمازون مین سری ہون خواہ دعاء قنوت مشروع ہے۔

فی شرح النقایہ معزیا الی الغایة وان نزل بالمسلمین نازلة قنت الامام فی صلوة الجھر وھو قول الثوری واحمد وقال جمھور اھل الحدیث القنوت عند النوازل مشروع فی الصلوة کلھا۔

(بحر الرائق صفحہ ۲۶۴)

اور مستملی[14] کی جلد اول مین بصفحہ ۲۰۷ حنفی مذہب مین بجز وتر دعاء قنوت کا مسنون نہونا بیان کر کے کہا ہے کہ جب قنوت کا

او یحمل علی قنوت النوازل کما اختارہ

بعض اهل الحديث انه عليه الصلوٰة والسلام لم يزل يقنت فى النوازل -
(مستملى ص۳۲۲)

ذکر حدیث مین ہے اس سے وہ قنوت مراد ہی جو حوادث کے وقت پڑھا جاتا ہے چنانچہ اہل حدیث کا مذہب ہے -

اور رد المحتار مطبوعہ مصر کی جلد اول مین بصفحہ ۴۵۱ - اور طحطاوی مطبوعہ مصر کی جلد

وقيل فى الكل قد علمت ان هذا لم يقل به الا الشافعى وعزاه فى البحر الى جمهور اهل الحديث فكان ينبغى عزوه اليهم لئلا يوهم انه قول فى المذهب -
(رد المحتار و طحطاوی)

اول مین بصفحہ ۲۴۴ کہا ہے کہ یہ جو درمختار مین کہا ہے کہ بقول بعض سبھی نمازون مین (سری ہون خواہ جہری) قنوت پڑھے اس سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول بھی حنفی مذہب مین ہے مگر یہ تو جان چکا ہی کہ اس مسئلہ کا بجز شافعی کوئی امام قائل نہین - اور بحر الرائق مین اس مسئلہ کو جمہور اہلحدیث کیطرف منسوب کیا ہے اسصورت مین صاحب درمختار کو مناسب تھا کہ اس مسئلہ کو امام شافعی اور اہلحدیث کی طرف منسوب کرتا تا کہ اسکے کلام سے یہ وہم نہو تا کہ یہ حنفی مذہب مین ایک قول ہے -

اور خلاصہ کیدانی[15] مین ہے نماز مین دسوان فعل حرام (حنفی مذہب مین

العاشر الاشاره بالسبابة كاهل الحديث (خلاصه کیدانی)

انگلی سے اشارہ کرنا ہے جیسے اہل حدیث کرتے ہین -

علامہ تفتازانی کی شرح خلاصہ کیدانی[16] مین ہے رفع یدین اس محل مین جہان

ورفع اليدين فى غير ما شرع اراد به نفى الرفع بعد الركوع فى القومة الى الصدر نحو القبلة كما يرفع للدعاء
(شرح خلاصہ کیدانی)

شرع کا حکم نہین اس سے رکوع کے بعد قومہ مین رفع یدین کرنے کی جیسا کہ شافعی اور اہلحدیث کرتے ہین نفی کرنا مراد ہے - کیونکہ وہی لوگ قومہ مین سینہ تک قبلہ کی طرف ہاتھ اٹھاتی

ہین جیسے دعا مین اٹھائے جاتے ہین۔

یہہ سولہ[6] کتب مذہب حنفی کی عبارتین ہین جن مین متوفی علما حنفیہ متقدمین ومتاخرین کی اس امر پر شہادتین پائی جاتی ہین کہ ان علمار نے ایک خاص فرقہ کو جو نہ حنفی کہلاتا نہ شافعی اہلحدیث کہا ہے اور حنفیہ و شافعیہ وغیرہ اہل مذاہب کے مقابلہ مین اُن کا ذکر کیا ہے۔

ایسی ہی ہمنے موجودہ علمار حنفیہ ہندوستان و پنجاب کے (جن مین بعض علمار کا حنفی مذہب مین پیشوا ہونا تمام ہندوستان مین مسلم ہے اور بعض علمار کا پنجاب مین شہادتین حاصل کی ہین۔ ان علمار کے نام نامی ہم تب ظاہر و مشتہر کرینگے جب ان کے فتوے کی نسبت اور علمار حنفیہ کی بلا روے رعایت رائے حاصل کرلین گے۔ اور اُن کے انصاف و بے تعصبی کا امتحان کرین گے۔ بالفعل صرف ان کا فتوی ذیل مین نقل کرتے ہین۔

سوال

اہلحدیث قدیم ہین یا جدید اور ان کا یہ خطاب فقہار حنفیہ وغیرہ نے اپنی کتابون مین مسلم رکھا ہے یا نہین۔

جواب

اہلحدیث قدیم ہین جنکے اکابر امام بخاری و امام مسلم وغیرہ ہین۔ اور یہ خطاب اُن کے لئے ہمارے فقہار مذاہب نے تسلیم کیا ہے اور اپنی پُرانی کتابون مین انکے حق مین استعمال کیا ہے شرح نقایہ۔ بحر الرائق۔ طحطاوی۔ فتح القدیر۔ اشباہ والنظایر۔ مستملی وغیرہ مین بذیل مسئلہ قنوت نوازل۔ اور فتاوی حمادیہ مین بضمن کتاب الحدود۔ اور طحطاوی مین بذیل کتاب الذبایح۔ اور حاشیہ منہیہ مسلم مین بضمن مسئلہ حکم قبل بعثت۔ ورد المختار۔ وشامی۔ وصراط مستقیم وغیرہ مین اس گروہ کو اہلحدیث کے خطاب سے یاد کیا ہے"۔

ان شہادتون کو پڑھکر یا سنکر موجودہ مسلمانان ہندوستان و پنجاب سے جو غالباً حنفی المذہب

ہین ہرگز ممکن و متوقع نہین ہے کہ وہ کسی فرقہ کے اہلحدیث کہلانے پر دل آزردہ ہون اور
اُن کے اس خطاب مین اپنے اہلحدیث ہونے کیطرف اشارہ سمجہین یہہ ہوتا تو وہ اس خطاب کو
اپنے لئے مقرر کرتے اور اپنے سوائے کیکو اہلحدیث نہ کہتے خصوصاً بالمقابلہ جسمین وہ اپنے
آپ کو فقہاء و حنفی و شافعی کہتے ہین اور اپنے مقابلہ مین ایک فرقہ کو اہلحدیث کے خطاب
سے یاد کرتے ہین - اس سے کس و ناکس کو بشرطیکہ فہم و انصاف رکھتا ہو یقیناً سمجہہ مین آسکتا
ہے کہ کسی فرقہ کے اہلحدیث کہلانے سے وہ اپنی توہین نہین سمجھتے -

ایک شہادت اس مقام مین ایسے شخص کی پیش کی جاتی ہے جو نہ حنفی کہلاتا ہے نہ شافعی
بلکہ عام مسلمانون مین اسکا مذہبی خطاب کچھ اَور ہی ہے ولہذا اسکی شہادت عام اہل اسلام پر
مؤثر نہین ولیکن چونکہ اسکی رائے گورنمنٹ کی نظر مین وقعت و اعتبار سے دیکھی جاتی اور
وہ ایک اسلامی رائے سمجھی جاتی ہے - لہذا اسکی شہادت اس مقام مین پیش کرنا فایدہ
سے خالی نہین -

وہ آنرایبل سید احمد خان صاحب بہادر سی - ایس - آئی ہین جو اپنے رسالہ جواب ڈاکٹر
مین صاف فرماتے ہین کہ اہل حدیث اُس گروہ پرانا کا نام ہے - جس سے وہ زمانہ تقرر
مذاہب اربعہ مین مشہور تھے -

اصل کلام آنرایبل یہہ ہے

"مذہب اسلام ابتدا مین بہت سے برسون تک ایک ایسا مذہب رہا جسکا منشاء صرف
ذات باری کی پرستش تھی مگر سنہ ہجری کی دوسری صدی مین جبکہ اسکے اصول کی نسبت
علماء کے خیالات قلمبند ہوئے تو اُس کے چار فرقہ قائم کئے گئے یعنی حنفی و شافعی و مالکی
و حنبلی اور کچھ عرصہ تک مسلمانون کو یہ اختیار حاصل رہا کہ ان فرقون مین سے جس کسی کے
مسئلہ کو چاہین پسند کرین اور اسکی پیروی کرین لیکن جب بنی امیہ اور بنی عباس بادشاہ ہوئے

تو اونہون نے ایک حکم تمام مسلمانون کے نام اس مضمون کا جاری کیا کہ وہ ان چار فرقون مین سے
کسی ایک فرقہ کی تمام مسلون کو قبول کرلین چنانچہ بعد اس حکم کے جو لوگ اسکے خلاف کرتے
تھے اونکو سزا دیجاتی تھی چنانچہ اسی جبری حکم کے باعث سے آزادانہ راے کا اظہار مسدود
ہو گیا اور مذہبی دست اندازی کا بڑا زور و شور ہوا مگر اسوقت مین بھی بہت سے آدمی ایسے
تھے جو خفیہ اصلی مذہب کے پابند تھے اور ظاہراً اُن کی یہ جرات نہ تھی کہ سوائے چند معتمد
آدمیون کے کسی سے اپنی رائے کا اظہار کرین اور ایسے لوگ اس زمانہ مین اہل حدیث کہلاتے
تھے جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قول کے معتقد تھے اور مندرجہ
بالا چارون فرقون کے مسلون کے پابند نہ تھے پس رفتہ رفتہ حکم مذکورۃ الصدر اور زیادہ
تشدد کے ساتھ جاری کیا گیا یہان تک کہ آخر کار وہ بہت سے مسلمانون کے مذہب کا
پابند اصول ہو گئے اور [illegible] سے بھی عوام الناس رفتہ رفتہ عداوت کرنی
لگے اور اصول شرع مین سچے مسلمانون کے نزدیک وہ قابل ملامت قرار دیئے
گئے - غرضکہ ۱۸۰۰ء کے شروع تک تمام مسلمانون کی یہی حالت رہی"۔

اس شہادت سے بھی ہمارے دعوی کا جزاول کہ "اس گروہ کا یہ خطاب قدیم ہے"
بخوبی ثابت ہے گو اسکا جز ثانی کا کہ اس خطاب سے اَور ونکی دل آزردگی متصور نہین
اسمین صریح ثبوت نہین ہے

بالجملہ اس بیان سے ہماری پہلی دلیل کی کافی تفصیل ہوئی اور یہہ بات بخوبی
ثابت ہو گئی کہ اس گروہ کا خطاب اہلحدیث خود ان ہی لوگون کے پرانی اور نئے کتب
مذہبی مین تجویز و مسلم ہو چکا ہے جنکی دل آزردگی کا اندیشہ و خطرہ ناواقفون کے خیال
مین گذرتا ہے - اور در حقیقت یہ خطاب ان کی دل آزردگی کا باعث نہین ہو سکتا
اگر وہ اپنے کتب و مذہب کے پابند رہین اور اپنے مقتداؤن کو عزت و تسلیم کی
نگاہون سے دیکھین -

دوسری دلیل

اہلحدیث کا اپنے آپ کو اہلحدیث کہنا اس غرض و مراد سے نہین کہ حدیث نبوی سے خاصکر ان ہی لوگون کو تعلق ہے۔ دوسرے اسلامی گروہ حنفی شافعی وغیرہ حدیث کی سروکار نہین رکھتے (جس سے ان گروہون کی دل آزردگی متصور ہو) بلکہ ان کا اہلحدیث کہلانا اس نیت و مراد سے ہے کہ وہ زیادہ تر نقل و روایت حدیث سے مشغول رہتے ہین۔ اور استنباط مسایل خفیہ کیطرف توجہ کم رکھتے ہین۔ اور تخریج اقوال ایمہ مذاہب سے کام نہین رکھتے اور بلا واسطہ ایمہ مجتہدین ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہین اور کسی مذہب حنفی شافعی کیطرف منسوب ہونے کو ضروری نہین جانتے۔ جیسا کہ دوسری اسلامی فرقہ جو فقہاء یا اہل الرائے کہلاتے ہین زیادہ تر استنباط و تخریج سے مشغول رہتے ہین اور نقل و روایت حدیث کیطرف کم توجہ رکھتے ہین اور حدیث پر بواسطہ مجتہدین عمل کرتے ہین اور مجتہدین کے اقوال سے تخریج مسایل کرتے ہین اور اسی وجہ سے وہ اپنے آپ کو مجتہدین کیطرف منسوب کر کے حنفی شافعی وغیرہ کہلاتے اور ان ہی القاب کو اپنا مذہبی خطاب ٹھہراتے ہین۔ بجائے ان خطابات کے وہ اہلحدیث کہلانا نہین چاہتے اور نہ کہلاتے ہین۔

اس بیان کی تصدیق و تائید مین ہم ایسے شخص کی شہادت پیش کرتے ہین جسکو ہندوستان کے سبھی اہل مذاہب سنیہ کیا اہلحدیث اور کیا حنفیہ وغیرہ اپنا مقتدا پیشوا سمجھتے ہین اور ان کی تحقیق و کلام کو مستند خیال کرتے ہین۔ وہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث و فقیہ دہلوی ہین۔ جو حنفی خاندان مین ہوئے۔ اور فقہ و حدیث دونون مین اعلےٰ رتبہ کمال کو پہنچے۔ اور اسی جہت سے اہلحدیث و اہل فقہ دونو گروہ مین وہ امام تسلیم کیے گئے ہین۔

اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ مین صفحہ ۱۵۲ سے صفحہ ۱۵۷ تک ایسی تقریر

کی ہے جو ہمارے بیان کے لفظ بلفظ مصدق ہے بلکہ سچ پوچھو تو ہمارا کلام اسی بیان سے مستفاد ہے۔

ہم اس کلام کو اپنے ضمیمہ اشاعة السنة جلد اول کے متعدد نمبروں (۸-۹-۱۰) مین بتمام نقل کر چکے ہین۔ اس مقام مین اپنی عادت عدم تکرار کے موافق اس کا خلاصہ نقل کرتے ہین جن شائقین کو ملاحظہ تمام کلام کا شوق ہو وہ حجة اللہ البالغہ ملاحظہ کرین وہ میسر نہو تو ضمیمجات اشاعة السنة نمبر ۸ و ۹ و ۱۰ جلد ا طلب فرما کر ملاحظہ فرمائین۔ **جناب** ممدوح بصفحہ ۱۲۰ کتاب مذکور فرماتے ہین۔ اہل حدیث و اصحاب الرائے مین

باب الفرق بین اهل الحدیث واصحاب الرائے اعلم انه کان من العلماء فی عصر سعید بن المسیب وابراهیم والزهری وفی عصر مالك وسفیان و بعد ذلك قوم یکرهون الخوض بالرائے ویهابون الفتیا والاستنباط الا لضرورة لایجدون منها بدا وکان اکبر همهم روایة حدیث رسول الله صلعم × × × × فوقع شیوع تدوین الحدیث والاثر فی بلدان الاسلام وکتابة الصحف والنسخ من حاجتهم لموقع عظیم فطاف من ادرك من عظائهم ذلك الزمان بلاد الحجاز والشام والعراق والمصر والیمن والخراسان و

فرق کا بیان۔ جو علماء سعید بن مسیب و زہری و مالک و سفیان وغیرہ کے ہم عصر تھے وہ سب بلا ضرورت شدید قیاس و استنباط و فتویٰ کو پسند نہ رکھتے تھے۔ انکا خیال بہت اس طرف رہتا کہ جب کوئی ان سے سوال کرتا اسکے جواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث نقل کرتے + + + پھر احادیث کی تصنیف و تالیف شروع ہوئی اور حدیث کی کتابت جاری ہوئی اور اکثر علماء ملک حجاز۔ شام عراق۔ مصر۔ یمن کے شہرون مین پہنچے اور کتب احادیث بہم پہنچا کر تالیف کرنے لگے پس انکی کوشش و اہتمام سے اسقدر حدیثین جمع ہوئین جو پہلے نہ تہین اور حدیث کی اسنادوں مین اسقدر کثرت

وجمعوا الکتب وتتبعوا النسخ واجتمع
باهتمامهم اولئک من الحدیث والآثار
مالم یجتمع لاحد قبلهم وتیسر لهم مالم
یتیسر لاحد قبلهم وخلص الیهم من
طرق الحدیث شئ کثیر حتی کان یکثر
من الاحادیث عندهم مائة طریق
فمافوقها وظهر علیهم احادیث صحیحة
کثیرة لم تظهر علی اهل التقوی من
قبل ..... فکان رؤس [ص ۱۵۲]
هؤلاء عبد الرحمن بن مهدی ویحیی
بن سعید القطان ویزید بن هارون
وعبد الرزاق وابوبکر بن ابی شیبه
ومسدد وهناد واحمد بن حنبل و
اسحاق بن راهویه والفضل بن
دکین وعلی بن المدینی واقرانهم
وهذه الطبقة هی الطراز الاول من
طبقات المحدثین فرجع المحققون
منهم بعد احکام فن الروایة ومعرفة
مراتب الاحادیث الی الفقه فلم یکن
عندهم من الرأی ان یجمع علی تقلید
رجل من مضی مع مایرون من الاحادیث

ہوئی کہ ایک ایک حدیث سو سو سند سے بہم
پہنچنے لگی اور حدیث کا موقع کہ وہ شاذ ہی
یا مشہور انکو معلوم ہوا اور ان کو بہت سی
ایسی حدیثیں صحیح معلوم ہوئیں جو پہلے اہل
فتوی پر مخفی تھیں × × × اس
طبقہ کے سردار یہ لوگ تھے عبد الرحمن بن
مہدی - یحیی ابن سعید - یزید بن ہارون
عبد الرزاق - ابوبکر بن ابی شیبہ -
مسدد - ہناد - احمد بن حنبل - اسحاق بن
راہویہ - فضل بن دکین - علی بن مدینی
وغیرہ - یہ طبقہ محدثین کے طبقات سے
اوّل نشان تھے - اس طبقہ کے محقق لوگ
فن روایت کو مضبوط کرنے اور مراتب
حدیث پہنچاننے کے بعد فقہ کی طرف متوجہ
ہوئے ان کے نزدیک فقہ اسکا نام نہ تھا
کہ کسی ایک شخص کی تقلید کیجاوے باوجودیکہ
مذاہب متقدمین سے ہر مذہب میں احادیث
و آثار متناقضہ نظر آ رہے ہیں - پس وہ
کتاب اللہ و سنت رسول و آثار صحابہ و
اقوال تابعین و مجتہدین کے بجستجوے اعد
ذیل تفحص کرنے لگے -

والآثار المتناقضة فی کل مذهب
من تلك المذاهب فاخذوا یتتبعون
احادیث النبی صلعم واثار الصحابة
والتابعین والمجتهدین علی قواعد
احکموها فی نفوسهم وانا ابینها لك فی
کلمات یسیرة کان عندهم انه اذا
وجد فی المسئلة قران ناطق فلا یجوز
التحول منه الی غیره واذا کان القران
محتملاً لوجوه فالسنة قاضیة علیه
فاذا لم یجدوا فی کتاب الله اخذوا
سنة رسول الله صلعم سواء کان
مستفیضاً دایرا بین الفقهاء او
یکون مختصا باهل بلد او اهل بیت
او بطریق خاصة وسواء عمل به الصحابة
والفقهاء او لم یعملوا به ومتی کان
فی المسئلة حدیث فلا یتبع فیها خلاف
اثر من الاثار ولا اجتهاد احد من
المجتهدین واذا افرغوا جهدهم فی
تتبع الاحادیث ولم یجدوا فی المسئلة
حدیثاً اخذوا باقوال جماعة من
الصحابة والتابعین ولا یتقیدون

(۱) ان کا قاعدہ تھا کہ جب کسی مسئلہ مین
قران ناطق پاتے تو پھر کسی کی طرف توجہ
نہ کرتے ۔ اور اگر قران کئی معانی کا محتمل
ہوتا تو قران کا فیصلہ حدیث سے کرتے ۔
(۲) جب کتاب اللہ مین کوئی حکم نہ پاتے تو وہ حکم
سنت (یعنی حدیث) سے لیتے خواہ وہ حدیث فقہا مین مشہور
ہوتی خواہ کسی شہر یا لوگون سے مخصوص ہوتی ۔
کسی صحابی یا تابعین کے نزدیک معمول بہ
ہوتی خواہ نہ ہوتی جب وہ کسی مسئلہ مین
حدیث پاتے تو پھر اثر صحابی و اجتہاد مجتہد
(جو اسکے خلاف ہوتا) کے پیچھے نہ جاتے
(۳) اور جب باوجود بہت تلاش و نہایت
کوشش کے کوئی حدیث نہ پاتے تو جماعت
صحابہ و تابعین کے اقوال کو لیتے بلا خصوصیت
اسکے کہ وہ کسی قوم یا شہر یا گھر کے لوگ ہون
جیسا کہ ان سے پہلے لوگ کیا کرتے تھے ۔
پس جس امر پر اکثر خلفا و فقہاء کے اقوال
متفق ہوتے اسپر اعتماد کرتے اگر کسی امر
مین علماء کا اختلاف پاتے تو ان مین سے
جو بڑا عالم یا متقی یا بہت ضابط ہوتا اسکے
قول کو اعتبار کرتے ۔ اور جس مسئلہ مین

بقوم دون قوم ولا بلد دون بلد
کما کان یفعل من قبلہم فان اتفق جمہور
الخلفاء والفقہاء علی شئ فہو المقنع
وان اختلفوا اخذ وا بحدیث اعلمہم
واورعہم ورعاً واکثر ضبطاً او ما اشتہر
عنہم فان وجد وا شیئاً یستوی فیہ
قولان فہی مسئلۃ ذات قولین فان
عجز وا عن ذلک ایضاً تاملوا فی عمومات
الکتاب والسنتہ وایماءاتہما واقتضاءاتہما
حتی [illegible] المسائل [illegible] فی الباب
اذا کانا متقاربین بادی الرائے
لا یعتمدون فی ذلک علی قواعد من
الاصول ولکن علی ما یخلص الی الفہم
ویثلج بہ الصدر کما انہ لیس میزان
التواتر عدد الرواۃ ولا حالہم ولکن
الیقین الذی یعقبہ فی قلوب الناس
کما نبہنا علی ذلک فی بیان حال الصحابۃ
وکانت ہذہ الاصول مستخرجہ
عن صنیع الاوایل وتصریحاتہم۔
وکان ترتیب الفقہ علی ہذا الوجہ [۱۵۵]
یتوقف علی جمع شئ کثیر من الاحادیث

دو قول مساوی پاتے اسکو دو طرح کا
مسئلہ قرار دیتے۔
(۴) اور اگر ایسا مسئلہ بھی نہ پاتے تو کتاب
و سُنّت کے عموم و اشارہ و اقتضا وغیرہ
مین تامل کرتے پس جو نص سے سمجھہ مین
آتا اس کی نظیر کو اسپر محمول کرتے اگر دو نو
کو بادی الرائے مین باہم ملتا جلتا دیکھتے
اسباب مین وہ قواعد اصولی پر بھروسہ
نکرتے بلکہ اپنی سمجھہ اور دل کے اطمینان
پر اعتماد کرتے [illegible] خبر متواتر مین مدار صدق
و اعتبار راویون کی کثرت اور عدالت
نہین بلکہ طمانیت و یقین قلب ہے جیسا کہ
ہم نے تفصیل حال صحابہ کے ضمن مین
بیان کیا ہے اور اس طور پر فقہ بنانا بہت
سی جمعیت احادیث و آثار پر موقوف ہے
یہان تک کہ امام احمد حنبلؒ سے کسی نے
پوچھا کہ فتویٰ دینے کے لئے انسان کو
ایک لاکھ حدیث کافی ہے؟ آپ نے
فرمایا نہین ہے آخر کہا گیا کہ پانچ لاکھ حدیث
کافی ہے۔ آپ بولے ہان امید کرتا ہون
ایسا ہی کتاب غایۃ المنتہی مین بیان کیا ہی

والآثار حتی سُئل احمد یکفی للرجل مایة
الف حدیث حتی یفتی قال لاحتی قیل
خمس مایة الف قال ارجو کن انی غایة
المنتهی و مراده الافتاء علی هذا الاصل
ثم انشأ الله تعالی قرنا آخر فرأ واصحابهم
قد کفوا مؤنة جمع الاحادیث وتمهید
الفقه علی اصولهم فتفرغوا لفنون
اخری کتمیز الحدیث الصحیح المجمع علیه
بین کبراء اهل الحدیث کیزید بن
هارون ویحیی بن سعید القطان واحمد
واسحاق واضرابهم وکجمع احادیث
الفقه التی بنی علیها فقهاء الامصار
وعلماء البلدان مذاهبهم وکالحکم علی
کل حدیث بما یستحقه وکالشاذة والفاذة
من الاحادیث التی لم یرووها او طرقها
التی لم یخرجوا من جهتها الاوایل مما فیه
اتصال او علو سند او روایة فقیه عن
فقیه او حافظ عن حافظ ونحو ذلك
من المطالب العلمیه - وهولاء هم
البخاری ومسلم وابو داؤد وعبد بن
حمید والدارمی وابن ماجة وابو یعلی

س سے آپکی مراد ان اصول وقواعد کے
موافق فتوی دینا ہے جنکا بیان اوپر ہو چکا
ہے -
انکے بعد خدا تعالی نے اور (محدث)
لوگوں کو پیدا کیا - اونہوں نے دیکھا کہ
ہم سے پہلے محدثوں نے حدیث کو جمع کر دیا
ہے اور قواعد اہل حدیث کے موافق فقہ
کی بنا بھی قایم کر دی ہے تو انہوں نے
اور علوم حدیث کے لئے فارغ ہو کر اہتمام
کیا جیسے حدیث صحیح کو جسپر اکابر اہلحدیث
(امثال یزید بن ہارون ویحیی بن سعید
واحمد بن حنبل واسحاق بن راہویہ) کا
اتفاق ہو غیر سے علیحدہ وممیز کرنا اور ان
احکامی وفقہی احادیث کو جنپر مجتہدین
وفقہا ربلاد نے اپنے مذہب کی بنا قائم
کی ہے اکٹھا کرنا اور ہر ایک حدیث پر اسکی
موافق حکم لگانا اور شاذ و نادر حدیثوں کو
جنکو پہلوں نے روایت نہیں کیا یا انکی
خاص اسنادوں سے تعرض نہیں کیا - اور
ان میں اتصال یا علو اسناد یا فقیہ کی فقیہ
سے یا حافظ الحدیث کے حافظ الحدیث سے

والترمذی والنسائی والدارقطنی والحاکم
والبیہقی والخطیب والدیلمی وابن عبدالبر
وامثالہم وکان اوسعہم علماً عندی
وانفعہم تصنیفاً واشہرہم ذکراً رجال
اربعۃ متقاربون فی العصر اوّلہم
ابوعبداللہ البخاری وثانیہم مسلم
النیشاپوری وثالثہم ابوداؤد
السجستانی ورابعہم ابوعیسی الترمذی
وکان بازاء ھولاء فی
عصر مالک وسفیان وبعدھم قوم لایکرھون
المسائل ولایہابون الفتیا ویقولون
علی الفقہ بناء الدین فلابد من
اشاعتہ ویہابون روایۃ حدیث
رسول صلعم والرفع الیہ حتی قال الشعبی
علی من دون النبی صلعم احب الینا
فان کان فیہ زیادۃ اونقصان کان
علی من دون النبی صلعم وقال ابراھیم
اقول قال عبداللہ وقال علقمۃ احب
الینا۔ وکان ابن مسعود اذا حدث
عن رسول اللہ صلعم تربد وجہہ و
قال ھکذا اونحو ھکذا اونحوہ۔

روایت پائی جاتی ہے یا ایسے ہی اَور علمی
مطالب انکو بیان کرنا۔ وہ لوگ یہ آئمہ
ہین امام بخاری۔ مسلم۔ ابوداوٗد۔ عبد
بن حمید۔ دارمی۔ ابن ماجہ۔ ابویعلی
ترمذی۔ نسائی۔ دارقطنی۔ حاکم بیہقی
خطیب (بغدادی) دیلمی ابن عبدالبر
اوران کے امثال واقران ان سب مین
سے ہمارے خیال بڑے وسیع العلم اور
تصنیف سے خلایق کو نفع رسان اور مشہور
چار شخص ہیں جو باہم قریب زمانہ تھے۔
اوّل ابوعبد بخاری دوم امام مسلم نیشاپوری
تیسرے امام ابوداوٗد السجستانی۔ چوتھے
امام ابوعیسی ترمذی۔
ان لوگون کے مقابلہ مین امام مالک اور
سفیان کے زمانہ مین اور ان کے پیچھے ایسے
لوگ بھی ہوئے (جو استنباط واجتہادی)
مسایل بتانے اور فتوی دینے سے نہ ڈرتے
اور یہ خیال کرتے کہ دین کی بنا فقہ (و اجتہاد)
پر ہے اسکی اشاعت ضرور چاہئے اور آنحضرت
سے حدیث کرنے سے ڈرتے شعبی کا قول
ہے کہ آنحضرت سے ورے کسی اَور کا قول

× × × فوقع تدوين الحديث والفقه
والمسايل من حاجتهم بموقع من وجه آخر
وذلك انه لم يكن عندهم من الاحاديث
والآثار ما يقدرون به على استنباط
الفقه على الاصول التى اختارها اهل
الحديث ولم تنشرح صدورهم للنظر فى اقوال
علماء البلدان وجمعها والبحث عنها واتهموا
انفسهم فى ذلك وكانوا اعتقدوا فى ائمتهم
انهم فى درجة العليا من التحقيق وكان قلوبهم اميل شئ
الى اصحابهم × × × × فمهد والفقه
على قاعدة التخريج وذلك ان يحفظ كل احد
كتاب من هو لسان اصحابه واعرفهم باقوال
القوم واصحهم نظرا فى الترجيح فيتامل فى
كل مسئلة وجه الحكم فكلما سئل عن شئ
او احتاج الى شئ رائى فيما يحفظ من تصريحات
اصحابه فان وجد الجواب فيها والا
نظر الى عموم كلامهم فاجراه على هذه
الصورة او اشارة ضمنية لكلام فاستنبط
منها وربما كان لبعض الكلام ايماء و
اقتضاء يفهم المقصود وربما كان
للمسئلة المصرح بها نظير يحمل عليها وربما

بیان کرنا مجھے پسند ہے کیونکہ اسمین کمی بیشی
بھی ہوجائے تو اسی (وہ ولے) شخص پر
ہوگی نہ رسول اللہ پر ابراہیم کا قول ہے کہ مین
جواب مسائل مین صرف یہ کہدون کہ عبداللہ
نے یون کہا ہے تو مجھے بہت پسند ہے -
اور ابن مسعود جب حدیث آنحضرت سے روایت
کرتے آپکا چہرہ (کمی بیشی ہوجانے کے خوف
سے) متغیر ہوجاتا اور یہ کہتے کہ آنحضرت نے
ایسا فرمایا ہے یا مثل اسکی اور کچھ ×
× سو پس حدیث اور فقہ اور مسائل کی
تصنیف انکی حاجت کے مطابق اور طور سے
ہوئے جسکا بیان یہ ہے کہ ان کے پاس احادیث
و آثار تو اسقدر نہ تھے جس سے وہ اہل حدیث
کے اصول پر استنباط مسایل فقہ کرسکتے اور
علماء کے اقوال مین نظر اور بحث کرنا انہون نے
پسند نہ کیا اس امر مین وہ اپنی نسبت بدگمان
رہے اور اپنے آپکو اس امر کے لایق نہ سمجھی اور اپنی
ائمہ کے حق مین یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ وہ بڑی
عالی رتبہ تحقیق پر تھے - اور ان کے دل
ان کی طرف بہت مائل تھے - × × ×
انہون نے اس قاعدہ تخریج (بات سے بات نکالنی)

نظروا فی علة الحکم المصرح به بالتخریج
او بالیسر والحذف فادار واحکمه علی
غیر المصرح به وربما کان له کلامان
لو اجتمعا علی هیئة القیاس الاقترانی
او الشرطی انتجا جواب المسئلة وربما
کان فی کلامهم ما هو معلوم بالمثال
والقسمة غیر معلوم بالحد الجامع
المانع فیرجعون الی اهل اللسان و
یتکلفون فی تحصیل ذاتیاته وترتیب
[illegible]
مشکله وربما کان کلامهم محتملا لوجهین
فینظرون فی ترجیح احد المحتملین وربما
یکون تقریب الدلایل خفیاً فیبینون
ذلك وربما استدل بعض المخرجین
من فعل ائمتهم وسکوتهم ونحو ذلك
فهذا هو التخریج ویقال له القول المخرج
لفلان کذا ویقال علی مذهب فلان
او علی اصل فلان او علی قول فلان
جواب المسئلة کذا وکذا ویقال لهولاء
المجتهدین فی مذهب وعنی هذه
الاجتهاد علی هذه الاصل من قال من

پر فقہ کی بنیاد جمائی تخریج کی صورت یہہ ہے کہ
کسی ایسے شخص کی جو اقوال مذاہب ائمہ سے خوب
واقف ہو کتاب کو یاد کر لیا اور ہر مسئلہ مین حکم کیوجہ کو
سوچ رکھا پس جب کسی نے کوئی مسئلہ پوچھا تو اگر
اس کتاب مین ایمہ کا صریح قول پایا تو اسکو جواب
مین پڑھ سنایا نہین تو کسی قول کے عموم کو
دیکھا اسمین وہ مسئلہ داخل سمجھا تو اسپر وہ حکم
جاری کیا اور اگر اس قول مین کوئی اشارہ پایا
تو اس سے مسئلہ نکال لیا اور بعض اقوال مین کچھہ
[illegible] بھی پائی جاتی ہے جس سے
مطلب کا سمجھنا ممکن ہوتا ہے اور بعض مسائل
کی نظیر ملجاتی ہے جسپر وہ مسئلہ محمول ہو سکتا ہی
اور کبھی علما ائمہ کے کسی صریح حکم سے علت
نکالتے ہین اور اسپر اسکی نظیر کو قیاس کرتے ہین
اور بعضے اماموں کے ایسے دو قول پائے جاتی
ہین جنکو بطور قیاس اقترانی یا شرطی ملانے سے
جواب مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور کبھی مجتہد کی
کلام مین ایسی باتین پائی جاتی ہین جو بطور مثال
معلوم ہوتی ہین انکی پوری حقیقت و تعریف
مذکور نہین ہوتی۔ پس اس مجتہد کے پیرو
علماء ان باتون کے جاننے مین محاورہ اہل

حفظ المبسوط کان مجتہدا ای وان لم
یکن لہ علم بروایۃ اصلا ولا بحدیث
واحد فوقع التخریج فی کلّ مذھب وکثر
(حجۃ اللہ البالغہ ص۱۶۰ وغیرہ)

زبان کی طرف رجوع کرکے اپنی طرف سے بتکلف
انکی حدین وتعریفین مقرر کرتے ہین اوران
مثالون کو قواعد کلیہ بنا دیتے ہین اور کبھی
ان کے اقوال دو معنے کے محتمل ہوتے ہین تو
وہ ایک معنے کو ترجیح دیتے ہین کبھی انکے دلائل کا بیان وسیاق خفی ہوتا ہے تو وہ اسکو واضح کردیتے
ہین اور بعض اوقات تخریج کرنے والے اپنے امامون کے فعل وسکوت سے کوئی بات نکال لیتے
وعلی ہذا القیاس۔ تخریج اسی فعل کا نام ہے اور اسبات کو جو نکالی جاتی ہے قول مخرج (نکالی
ہوئی بات) کہا جاتا ہے اور اسکو یون بھی کہا جاتا ہے کہ یہہ بات فلانے مجتہد کے مذہب یا
قول یا اصول سے نکالی ہوئی ہے اور ان لوگون کو جو ایسی بات نکالتے ہین مجتہد فی المذہب* کہا
جاتا ہے اس طور پر اجتہاد کرنا اس شخص کو [illegible] ہے کہ جسنے کتاب مبسوط
یاد کرلی وہ مجتہد ہے۔ یعنی اگرچہ اس کو ایک روایت یا حدیث کا علم بھی نہو۔ اس طور سے تخریج
سب مذاہب مین ہوچکی ہے"۔

اور جناب ممدوح اس کتاب مین بصفحہ ۱۶۶ فرماتے ہین کہ منجملہ ان مسائل کے جنمین

ومنھا (ای من مسائل ضلت فی بوادیھا
الافہام وزلت الاقدام وطغت الاقلام)
انی وجدت بعضھم یزعمون ان ھنالک
فرقتین لاثالث لہما اھل الظاھر واھل
الرای وان کل من قاس واستنبط فھو
من اھل الرای کلا واللہ بل لیس المراد بالرای
نفس الفہم والعقل فان ذلک لاینفک من
احدٍ من العلماء ولا الرای الذی لا یعتمد

فہم چوک گئی اور قدم پہسل گئے اور قلم تیر گئی
ہین ایک یہ مسئلہ ہے کہ مینے بعض علماء کو اس خیال پر
پایا ہے کہ اہل سنت کے یہان دو ہی فرقے ہین
اہل ظاہر اور اہل الرائے تیسرا کوئی فرقہ نہین)
اور جسنے قیاس یا استنباط مسائل کیا وہ اہل الرای
ہوگیا۔ اور درحقیقت بخدا ایسا ہرگز نہین ہے
اور رائے سے صرف سمجہہ اور عقل مراد نہین
اس سے تو کوئی بھی عالم خالی نہین اور نہ وہ رائے

* یہی ایک اصطلاح ہی اور جو ابن کمال پاشا نے مجتہدین کو سات طبقہ ٹھہرای ہین اور ان مجتہد فی المذاہب کو دوسری طبقہ مین
شمار کیا ہے وہ خاص اسکی اصطلاح ہے جسمین کوئی اسکا پیشوا نہین ہی۔ دیکھو ضمیمہ نمبر ۱۰ جلد ۱

علی سنتہٍ اصلاً فانہ لاینتحلہ مسلم
البتہ ولا القدرۃ علے الاستنباط
والقیاس فان احمد و اسحٰق بل الشافعی
ایضاً لیسوا من اھل الرائی بالاتفاق و
ھم یستنبطون ویقیسون بل المراد من
اھل الرائی قوم توجھوا بعد المسائیل
المجمع علیھا بین المسلمین او بین جمھور
ھم الی التخریج علے اصل رجل من
المتقدمین فکان اکثر امرھم حمل النظیر
علی النظیر والرد الی اصل من الاصول دون
تتبع الاحادیث والآثار والظاھری
من لایقول بالقیاس ولا باٰثار الصحابۃ
والتابعین کداؤد وابن حزم وبینھما
المحققون من اھل السنۃ کاحمد و
اسحٰق ۔ (حجۃ اللہ البالغہ ص۱۶۶)

مراد ہے جو حدیث کی طرف مستند ہو ایسی رائے
کو تو کوئی بھی مسلمان نہین لے سکتا اور نہ
استنباط و مسائل اور قیاس پر قادر ہونے کا
نام رائے ہے ۔ یہہ رائے تو امام احمد و اسحاق
مین بھی پائی جاتی ہے جنکو بالاتفاق اہل الرای
نہین کہا جاتا ۔ بلکہ اہل الرائے سے وہ لوگ
مراد ہین جو اتفاقی مسائل کے بعد متقدمین و
متاخرین سے کسی ایک امام کے اقوال سے
تخریج مسائل کیطرف متوجہ ہوئے انکا کام غالباً
یہہ تھا کہ ایک چیز کا حکم اسکی نظیر سے نکالین اور
انکو اصول کی طرف رجوع کرین نہ یہ کہ احادیث
و آثار کی تلاش مین لگین اور ظاہری سے وہ
شخص مراد ہے جو نہ قیاس کا قائل ہو نہ آثار صحابہ و
تابعین کا قائل ہو جیسے داؤد اور ابن حزم
تھے اُن دونون فرقون اہل سنت کے مابین

تیسرا فریق محققین اہل سنت کا ہے جیسے امام احمد و اسحاق تھے (جو احادیث و آثار سے بھی تمسک
کرتے اور قیاس و استنباط کے بھی قائل تھے"۔

اس بیان سے ہماری دوسری دلیل کی بھی پوری تائید و تفصیل
ہوئی ۔ اور یہ بات ثابت ہو گئی کہ اہل حدیث کا "اہلحدیث" کہلانا اور دوسرے
لوگون کو اہل الرائے کہنا اس معنے و مراد سے نہین جس سے دوسرے لوگون کا حدیث
سے بے تعلق ہونا اور رائے محض غیر مستند بحدیث پر چلنا مفہوم ہو اور اس سے ان

لوگون کی دل آزردگی متصور ہو۔ بلکہ اس معنی و مراد سے ہے جسکو دوسرے لوگ بخوشی تسلیم کرتے ہین اور ان ہی معنے کی نظر سے وہ اصحاب ظواہر کو اہلحدیث کہتے ہین اور خود بڑی فخر کے ساتھ اصحاب الرائے کہلاتے ہین۔

ہماری دلیل دوم اور اسکی موئیدات کو ہماری غائبانہ دوست اڈیٹر سراج الاخبار جہلم غور سے ملاحظہ فرماوین اور اپنی اس سوءظنی سے جو سراج الاخبار مورخہ ۱۰ مئی ۱۸۸۶ء مین ظاہر کر چکے ہین دور فرماوین اپنے منصب ریفارمیشن کو پیش نظر رکھکر دشمنون کو دوست بناین دوستون کو دشمن نہ بنائین ولنعم ما قیل

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا ۔ دلِ دشمنان ہم نکردند تنگ
ترا کے میسر شود این مقام ۔ کہ با دوستانت خلاف است و جنگ

تیسری دلیل

نام مین اگر وہ بامعنی ہو یہ دعوی کسیکو نہین ہوتا کہ اُسکے معنے مسمے کے سوائے کسی دوسری مین پائے نہین جاتے اور اسپر اِس معنی کا اطلاق صحیح نہین اسمین صرف یہ دعوے ہوتا ہے کہ اس معنی کو اس شخص سے جسکا نام مقرر کیا گیا ہے تعلق ہے گو دوسری سے بھی اسکا تعلق ہو۔

مثلاً کوئی اسلامی سوسائیٹی اپنا نام محمدن ایسوسی ایشن مقرر کرلے تو اس کا دعوی و مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ اس سوسائیٹی کو محمدی مذہب سے تعلق ہے یہ دعوی و مقصود ہرگز نہین ہوتا کہ اہل اسلام کی دوسری سوسائیٹیان جو اِس شہر یا ملک مین قائم ہین انکو محمدی مذہب سے تعلق نہین ہے۔

ہمارے شہر لاہور مین اسوقت تین اسلامی سوسائیٹیان قائم ہین۔ انجمن اسلامی انجمن ہمدردی اسلامی۔ انجمن حمایت اسلام۔ اوّل کا اپنے نام مین یہ دعوے نہین کہ دوسری

انجمنین اسلامی نہین - دوسری کا یہ دعوی نہین کہ باقی مین ہمدردی نہین - تیسری کا یہ دعوی نہین کہ دوسری دو مین حمایت اسلام نہین - ایساہی باقی با معنے اسما کو سمجھنا چاہیے +

یہی وجہ ہے کہ نام اور وجہ تسمیہ کا تعریف کی مثل جامع و مانع ہونا ضروری نہین سمجھا جاتا اور کسی نام کی نسبت اگر وہ با معنے ہو کوئی یہ دعوے نہین کرتا کہ جس چیز مین اس نام کے معنے پائے جاوین اسپر اس نام کا اطلاق ضروری ہے اور جس فرد مین وہ معنی پائے نہ جاوین اسپر اس نام کا اطلاق جائز نہین ہے -

بنا بر علیہ خطاب "اہلحدیث" کا قدیم ہونا اور خود کتب حنفیہ و شافعیہ مین بحق اہلحدیث مستعمل ہونا (جو دلیل اوّل مین بیان ہوا ہے) تسلیم نہ بھی کیا جاوے اور اس فرق اور وجہ تسمیہ اہلحدیث کو جو کہ دلیل دوم مین بیان ہوا ہے نہ صحیح سمجھا جاوے تب بھی یہ نام و خطاب دوسرے فرقون کے اہلحدیث نہونے کی طرف مشعر اور ان کی دل آزردگی کا موجب نہین ہوسکتا - اس نام و خطاب کا مفہوم و مفاد صرف یہی ہوتا ہے کہ اس فرقہ کو حدیث سے کوئی تعلق ہے گو وہ تعلق دوسرے فرقون کو بھی ہو - ان دلائل ثلاثہ سے ہمارے دعوی کا کہ "اہلحدیث" پرانا خطاب ہے اور یہ دوسرے اسلامی فرقون کی دل آزردگی کا موجب نہین ہوسکتا - ہر ایک جز بخوبی ثابت ہوا - پہلی اور دوسری دلیل سے دونون جز - اور تیسری دلیل سے جز دوم - **اب ہم اپنے ناظرین** (خصوصاً اپنے علاتی بہای سنیہ حنفیہ سے) **انصاف** کے طالب و منتظر ہین اور امید رکھتے ہین کہ وہ اہل اسلام کی حالت ضعف و تفرقہ پر رحم فرما کر اور تنازعات جزئیہ سے جو فریقین کے نادان و ناعاقبت اندیش وکیلون کی جانب سے برپا ہو رہے ہین نظر اوٹھا کر ہمارے دعوی اور اسکے دلایل ثلاثہ سے اتفاق رائے کرینگے - اور اس اتفاق سے اس باب منازعت کو بند کرائینگے +

اس مضمون کی تحریر اور گروہ عاملین کے لئے خطاب اہلحدیث کی تجویز سے ہمارا
مقصود صرف باہمی اتحاد و امن قایم کرنا ہے اور تنابز بالالقاب کو (کہ ایک
فریق دوسرے کو وہابی ولامذہب یاغیر مقلد کہتا ہے - اور وہ دوسرا اسکو لہابی و بدعتی)
دور کرنا - اگر ہمارے علاتی بہائی حنفیہ وغیرہ اتباع فقہاء نے گروہ عاملین بالحدیث کے
لئے خطاب اہلحدیث پسند کرلیا جیسا کہ ان کے اکابر آئمہ مذاہب نے تسلیم و تجویز کیا ہوا ہے تو
جانب ثانی سے بھی انکا لقب سنی حنفی یا شافعی جسکو وہ بڑے فخر کے ساتھ اپنا لقب ٹہراتے
ہین بخوشی تسلیم کرایا جائے گا - پھر نہ کوئی کسیکو وہابی ولامذہب یاغیر مقلد کہے گا نہ کوئی کسیکو
لہابی و بدعتی - چنانچہ اسوقت فریقین ایک دوسرے کو ان ہی مکروہ و ناجائز القاب سے
یاد کرتے ہین - اور فریقین مین امن و اتحاد قایم ہوگا اور ہر ایک فریق دوسرے کو
اپنا بہائی سمجھے گا - اور ایک کا دوسرے کے مذہب سے بے جا مقابلہ موقوف
ہوگا - [illegible] پیرا یہ مین ہے گا جیسا کہ
سلف صالحین مین تھا -

اس رفع نزاع اور وقوع اتفاق کا جو نتیجہ ظاہر ہوگا وہ مخفی نہین ہے - خصوصاً
ایسی حالت اور ایسے وقت مین کہ اہل اسلام دین و دنیا مین تحتانی درجہ انحطاط کو پہنچ
گئے ہین - اور باہمی تنازعات کے سبب ان کے جان و مال تباہ ہو رہے ہین ایسی
باہمی تنازعات اور ان کے انحطاط کا نتیجہ ہے کہ وہ اس وقت دوسری
اقوام کی نظرون مین ذلیل و خوار ہین اور بہت سی تکالیف کے زیر بار -

مسلمانون مین باہمی اتحاد ہوتا اور اس اتفاق کے ذریعہ سے انکی دین و
دنیا کو عروج ہوتا تو کیا ممکن تھا؟ کہ وہ ہندؤن کے ہاتھون سے جوتیان کہاوین
مارین جاوین اپنی جورو بیٹیون کی بے حرمتی کرائین پھر وہی عدالتون سے مجرم
قرار پاکر جیل خانہ کو بھرلو پر کرین - چنانچہ آج کل پنجاب و ہندوستان کے متعدد

شہرون (ہوشیار پور - لودہانہ - انبالہ - دہلی - اٹاوہ وغیرہ) مین ہورہا ہے ۞

یہ بہی اسی باہمی تنازع بے جا کا نتیجہ ہے جس سے بانی اسلام نے قرآن کی اُس آیۃ

ولاتنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم (انفال رکوع ۶)

مین جس مین ارشاد ہے کہ تم آپسمین نہ جہگڑو تم بزدل ہوجاوٴگے اور تمہاری ہوا اعزّت جاتی رہیگی - اس کی پیشین گوئی کی ہے - اب بہی اہل اسلام اپنا آپ سنبہالین اور پچہلے تنازعات بیجا پر خاک ڈالین اور فروعات جزئیہ سے نظر اوٹھاکر اصل اصول اسلام کی نظر سے باہمی اتحاد پیدا کرین تو پہران کو وہی جمعیت وہی شوکت وہی عزت وہی ثروت حاصل ہوسکتی ہے - جو کسی زمانہ مین مسلم تہی -

ان [illegible] اور حنفیین غور وانصاف سے سوچین تو ممکن نہین ہے کہ ہمارے اس مضمون مین اور اسی قسم کے دوسرے مضامین صلح آمیز مین نزاع کرین - اور ان کی تائید وتصدیق مین ایک آن بہی توقف کرین - گو اسمین کوئی علمی یا مذہبی غلطی پاوین -

اسلام کی پولیٹکل ہدایتون وتعلیمون سے وہ آشنا ہون تو اس علمی یا مذہبی غلطی کو بہی بالائے طاق رکھکر بہ نظر مصلحت وقت ومقتضائے حالت ہماری اس قسم کی تجویزون سے اتفاق کرین اور اُس غلطی پر ہمکو دوسرے وقت مین اور کسی اور پیرایہ مین متنبہ کرین - مگر جب تک توفیق رفیق نہو یہہ بات ان کے خیال مین کب آتی ہے -

ہمارے خیال مین ہمارے بہائیون کو اس مضمون مین کوئی علمی یا مذہبی غلطی نکالنی کی گنجائش نہین - اس مضمون مین جو دعوے ہے اور اسکے دلایل یہ سب مسلمات سے ہین یا اس لایق ہین کہ وہ انکو بلاچون وچرا تسلیم کرلین - اس مضمون مین انکا عذر ہی تو یہی ہی

کہ زمانہ حال کے اہلحدیث ان اہلحدیث مین داخل نہین جنکا اہل حدیث ہونا ہمارے نزدیک مسلم
ہے اور ہماری کتب مذہبی مین انکو اہلحدیث کہا گیا ہے - مگر یہ عذر ہمارے دعوی اور اوسکے دلائل
کے مخالف نہین ہے کیونکہ اس مین اہل حدیث زمانہ حال سے خاصکر بحث و تعرض نہین ہوا
ومعہذا اس عذر کا جواب ہمارے پچھلے مضمون "اہلحدیث قدیم ہین یا جدید" بضمن رسالہ نمبر (۱۱)
(جلد ۸) ادا ہو چکا ہے علاوہ بر آن ایک جواب اسکا ہم اور دینا چاہتے ہین جسکو آیندہ "اشیو"
مین شائع کرینگے وہ جواب انشاء اللہ تعالی ایسا ہوگا کہ اس مین ہمارے بھائیون کو سر
مو مقال کی مجال نہ ہوگی -

اس مضمون حال سے یہہ بات تو ثابت ہوگئی کہ اہل اسلام مین کوئی فرقہ
اہلحدیث بہی کہلا چکا ہے جسکو مقلدین مذاہب مشہورہ خصوصا حنفیہ نے اپنی اور دیگر
[illegible] خطاب کسی
دوسرے فرقہ کے حق مین (اس مین اہل حدیث زمانہ حال داخل ہون خواہ خارج) استعمال
کرنا انکی دل آزردگی کا باعث نہین ہو سکتا - وہو المدعا -

سرمہ چشم آریہ

یہ کتاب لاجواب مؤلف براہین احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کی تصنیف
ہے جو بغرض تحریر ریویو مصنف عالی ہمت نے ہمارے پاس بھجوائی ہے اس مین جناب
مصنف کا ایک ممبر آریہ سماج سے مباحثہ شائع ہوا ہے جو معجزہ شق القمر اور تعلیم وید پر
بمقام ہوشیارپور ہوا تہا - اس مباحثہ مین جناب مصنف نے تاریخی واقعات اور
عقلی وجوہات سے معجزہ شق القمر ثابت کیا ہے - اور اس کے مقابلہ مین آریہ سماج کی کتاب
(وید) اور اسکی تعلیمات وعقاید (تناسخ وغیرہ) کا کافی دلائل سے ابطال کیا ہے - ہم
بجای تحریر ریویو اس کتاب کے بعض مطالب نقل اصل عبارت ہدیہ ناظرین
کرتے ہین - وہ مطالب بحکم "مشک آنست کہ خود ببوید کہ عطار بگوید" خود شہادت دینگے

کہ وہ کتاب کیسی ہے اور ہمارے ریویو لکھنے کی حاجت باقی نہ رہیگی

مصنف باخبر نے مباحثہ سے پہلے ایک مقدمہ لکھا ہے اس مقدمہ مین بصفحہ ۱۲۱ کتاب فرمایا ”سمجھا جاتا ہے کہ جو لوگ شق القمر کے معجزہ پر حملہ کرتے ہین انکے پاس صرف یہی ایک ہتھیار ہے اور وہ بہی ٹوٹا ہوا کہ شق القمر قوانین قدرتیہ کے برخلاف ہے اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ اول ہم انکے قانون قدرت کی کچھ تفتیش کرکے پہر وہ تاریخی ثبوت پیش کرین جو اس واقعہ کی صحت پر دلالت کرتے ہین سو جاننا چاہیے کہ نیچر کے ماننے والے یعنی قانون قدرت کے پیرو کہلانے والے اس خیال پر زور دیتے ہین کہ یہ بات بدیہی ہے کہ جہانتک انسان اپنی عقلی قوتون سے جان سکتا ہے وہ بجز قدرت اور قانون قدرت کے کچھ نہین یعنے مصنوعات و موجودات مشہودہ موجودہ پر نظر کرنے سے چارون طرف یہی نظر آتا ہے کہ ہر ایک چیز مادی [illegible] ہے وہ اپنے وجود اور قیام اور ترتب آثار مین ایک سلسلہ انتظام سے وابستہ ہے جو ہمیشہ اوسکی ذات مین پایا جاتا ہے اور کبھی اس سے جدا نہین ہوتا ۔ قدرت نے جس طرح پر جسکا ہونا بنا دیا بغیر خطا کے اسی طرح ہوتا ہے اور اسیطرح پر ہوگا پس وہی سچ ہے اور اصول ہی وہی سچے ہین جو اس کے مطابق ہین ۔ مین کہتا ہون کہ بلاشبہ یہہ سب سچ مگر کیا اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ قدرت الٰہی کے طریقے اور اوس کے قانون اسی حد تک ہین جو ہمارے تجربہ اور مشاہدہ مین آچکے ہین اس سے زیادہ نہین ۔ جس حالت مین الٰہی قدرتون کو غیر محدود ماننا ایک ایسا ضروری مسئلہ ہے جو اسی سے نظام کارخانہ الوہیت وابستہ اور اسی سے ترقیات علمیہ کا ہمیشہ کے لیے دروازہ کہلا ہوا ہے تو پہر کسقدر غلطی کی بات ہے کہ ہم یہ ناکارہ حجت پیش کرین کہ جو امر ہماری سمجہ اور مشاہدہ سے باہر ہے وہ قانون قدرت سے بہی باہر ہے بلکہ جس حالت مین ہم اپنے مونہہ سے اقرار کرچکے ہین کہ قوانین قدرتیہ غیر متناہی اور غیر محدود ہین تو پہر ہمارا یہ اصول ہونا چاہیے کہ ہر ایک نئی بات جو ظہور مین آوے پہلے ہی اپنے عقل سے بالاتر دیکھ

اسکو رد نکرین بلکہ خوب متوجہ ہوکر اس کے ثبوت یا عدم ثبوت کا حال جانچ لین اگر وہ ثابت
ہو تو اپنے قانون قدرت کی فہرست مین اسکو بہی داخل کر لین اور اگر وہ ثابت نہو تو صرف
اتنا کہدین کہ ثابت نہین مگر اس بات کے کہنے کے ہم ہرگز مجاز نہین ہونگے کہ وہ امر قانون
قدرت سے باہر ہے - بلکہ قانون قدرت سے باہر کسی چیز کو سمجہنے کے لیے ہماری لئے پر ضرور ہی
کہ ہم ایک دائرہ کیطرح خدا تعالے کے تمام قدرتون ازلی و ابدی پر محیط ہو جائین اور بخوبی
ہمارا فکر اسباب پر احاطہ تام کرے کہ خدا تعالے نے روز اول سے آجتک کیا کیا قدرتین
ظاہر کین اور آیندہ اپنے ابدی زمانہ مین کیا کیا قدرتین ظاہر کرے گا - کیا وہ جدید در جدید
قدرتون کے ظاہر کرنے پر قادر ہوگا یا کولہو کے بیل کیطرح انہین چند قدرتون مین مقید اور محصور
رہیگا جنکو ہم دیکہہ چکے ہین اور جنپر ہمارا بخوبی احاطہ ہے اور اگر انہین مین مقید اور محصور رہیگا
تو باوجود اس کے غیر محدود الوہیت و قدرت اور طاقت کی یہ مقید اور محصور رہنا کس وجہ سے
ہوگا کیا وہ آپ ہی وسیع قدرتون کے دکھلانے سے عاجز آگیا یا کسی دوسرے قاسر نے اسپر
جبر کیا ہوگا یا اوس کی خدائی کو انہین چند قسم کی قدرتون سے قوت پہونچتی ہے اور دوسری
قدرتون کے ظاہر کرنے سے اوسپر زوال آتا ہے - بہر حال اگر ہم خدا تعالے کی قدرتون کو
غیر محدود مانتے ہین تو یہ جنون اور دیوانگی ہے کہ اسکی قدرتون پر احاطہ کرنے کی امید رکہین
کیونکہ اگر وہ ہمارے مشاہدہ کے پیمانہ مین محدود ہو سکین تو پہر غیر محدود اور غیر متناہی
کیونکر رہین اور اس صورت مین نہ صرف یہ نقص پیش آتا ہے کہ ہمارا فانی اور ناقص تجربہ خدائے
ازلی و ابدی کی تمام قدرتون کا حد بست کرنے والا ہوگا بلکہ ایک بڑا بہاری نقص یہ بہی ہے
کہ اوسکی قدرتون کے محدود ہونے سے وہ خود بہی محدود ہو جائیگا اور پہر یہ کہنا پڑیگا کہ
جو کچہ خدا تعالے کی حقیقت اور کنہ ہے ہم نے سب معلوم کر لی ہے اور اس کے گہراؤ اور تہ تک ہم
پہونچ گئے ہین اور اس کلمہ مین جسقدر کفر اور بے ادبی اور بے ایمانی بہری ہوئی ہے وہ
ظاہر ہے حاجت بیان نہین سو ایک محدود زمانہ کے محدود در محدود تجارب کو پورا پورا

قانون قدرت خیال کر لینا اور اسپر غیر متناہی سلسلہ قدرت کو ختم کر دینا اور آیندہ کی نئے
اسرار کہلنے سی نا امید ہوجانا ان پست نظرون کا نتیجہ ہے جنہون نے خدائے ذوالجلال کو
جیسا کہ چاہیے شناخت نہین کیا اور جو اپنی فطرت مین نہائت منقبض واقعہ ہوئے ہین
یا تنگ کہ ایک کنوئین کی مینڈک ہوکر یہ خیال کر رہے ہین کہ گویا ایک سمندر ناپیدا کنار
پر انکو عبور ہوگیا ہے تمام خوشیان عارفون کی اور تمام راحتین غمزدون کی اس مین ہین
کہ خداتعالے کی قدرتون کا کنارہ لائدرک ہی مین یہ نہین کہتا کہ بے تحقیق اور بے ثبوت عقلی
یا آزمائشی یا تاریخی کسی نئی بات کو مان لو کیونکہ اس عادت سی بہت سی رطب یابس کا
ذخیرہ اکٹھا ہوجائے گا بلکہ مین یہ کہتا ہون کہ خدائے ذوالجلال کی تعظیم کرکے اس کے نئے
کامون کی نسبت (جو ہماری محدود نظرون مین نئے دکہائی دیتے ہین) بیجا ضد بہی نہ
[illegible] قدرتون اور فائق حکمتون اور
پیچ در پیچ اسرارون کے ابہی تک انسان نے بکلی حد بست نہین کی اور نہ آگے کو اسکی
لیاقت وطاقت ایسی نظر آتی ہے کہ اس مالک الملک کے وراء الورا بہیدون کی ایک
چہوٹے سے رقبہ زمین کیطرح پیمائش کر سکے یا کسی ایک چیز کے جمیع خواص پر احاطہ
کرنیکا دم مار سکے مجہے ان صاحب وطن لوگون کے آگے منطقی دلائل کی حاجت نہین
جو اپنے اوس پیارے مالک سے دلی محبت رکہتے ہین کیونکہ مین جانتا ہون کہ خود انکو وہی انکی
سچی محبت یہ طریق ادب سکہاوے گی کہ ذات جامع الکمالات حضرت احدیت کے
علم کے ساتہہ اپنے محدود علم کو برابر جاننا اور اسکی ازلی ابدی قدرتون کو اپنے مشاہدات
یا معلومات سی زیادہ نہ سمجہنا بہت برا اور نالائق خیال ہے جو ادب اور تعظیم اور عجز
اور عبودیت کی حقیقت سی نہائت دور پڑا ہوا ہے لیکن مین ان خشک فلسفیون کو جو
عشق الہی اور اسکی بزرگ ذات کی قدرشناسی سی غافل ہین جہانتک مجہے طاقت عقلی
دی گئی ہے بدلائل شافیہ راہ راست کیطرف پہیرنا چاہتا ہون کیونکہ مین دیکہتا ہون

کہ انکی روحانی زندگی بہت ہی کمزور ہوگئی ہے اور اونکی بیجا آزادی اور ضعف ایمانی نے بہت ہی
برا اثر انکے ارادت باطنی اور اونکی دینی اولوالعزمی اور اونکی اندرونی حالت پر ڈالا ہے
اور عجیب طور پر اُنہون نے ضلالت کو صداقت کے ساتھہ ملا دیا ہے"۔ پہر ان فلسفیون
کی فہمائش کے لیے **بصفحہ ۴۵** فرمایا ہے ۔ کہ قانون قدرت کوئی ایسی شے نہین ہے
کہ ایک حقیقت ثابت شدہ کے آگے ٹہر سکے کیونکہ قانون قدرت خدائتعالے کے ان
افعال سے مراد ہے جو قدرتی طور پر ظہور مین آئے یا آئندہ آئینگے لیکن چونکہ ابہی خدائے
تعالے اپنی قدرتون کے دکہلانے سے تہک نہین گیا ہے اور نہ یہہ کہ اب قدرت
نمائی سے بے زور ہوگیا ہے یا کسی طرف کو کہسک* گیا ہے یا کسی خارجی قاسر سے
مجبور کیا گیا ہے اور مجبوراً آئندہ کے عجائب کامون سے دستکش ہوگیا ہے اور ہمارے
[illegible] ہے اس لیے ساری
عقلمندی اور حکمت اور فلسفیت اور ادب اور تعلیم اسیمین ہے کہ ہم چند موجودہ مشہودہ
قدرتون کو جن مین ابہی صدہا طور کا اجمال باقی ہے مجموعہ قوانین قدرت خیال نکر
بیٹہین اور ایسے نادان لوگون کیطرح ضد نکرین کہ ہمارے مشاہدات سے خدائتعالے
کا فعل ہرگز تجاوز نہین کرسکتا کیونکہ یہ صرف احمقانہ دعوی ہے جو ہرگز ثابت نہین کیا
گیا اور نہ ثابت کیا جاسکتا ہے ۔ ہمنے مانا کہ مذہب نیچر کا نقیض نہین ہے مگر یہ آپ
کیونکر ہم سے تسلیم کراتے ہین کہ سب خواص نیچر پر انسان محیط ہوچکا ہے کیا اوسپر کوئی
دلیل بہی ہے یا زا التحکم ہی سے مونہہ بند کرنا چاہتے ہین یہ صاف ظاہر ہے کہ اگر تجارب
و مشاہدات جو آجتک قلمبند ہوچکے ہین صحیح اور کامل ہوتے تو علوم جدیدہ کو قدم رکہنے
کی جگہہ نرہتی حالانکہ آپ لوگ بہی کہا کرتے ہین کہ علوم جدیدہ کا دروازہ ہمیشہ کے لیے
کہلا ہے مین سوچ مین ہون کہ کیونکر ایسی چیزین کامل اور قطعی طور پر مقیاس الصداقت
یا میزان الحق ٹہر سکتی ہین جنکے اپنے ہی پورے طور کے انکشاف مین ابہی بہت سی منازل

* کہسک پنجابی لفظ ہے ۔ جسکے معنے ہین سرک گیا ۔ ایڈیٹر

باتی مین اور اس پیچ در پیچ معمانے یہان تک حکما کو حیران اور سرگردان کر رکہا ہے کہ بعض ان مین سے حقائق اشیار کے منکر ہی ہو گئے (منکرین حقائق کا وہی گروہ ہے جسکو سوفسطائی کہتے ہین) اور بعض ان مین سے یہی کہہ گئے کہ اگرچہ خواص اشیا ثابت ہین تاہم دائمی طور پر اُن کا ثبوت نہین پایا جاتا پانی آگ کو بجہا دیتا ہے مگر ممکن ہے کہ کسی ارضی یا سماوی تاثیر سے کوئی چشمہ پانیکا اس خاصیت سے باہر آجاوے آگ لکڑی کو جلا دیتی ہے مگر ممکن ہے کہ ایک آگ بعض موجبات اندرونی یا بیرونی سے اس خاصیت کو ظاہر نہ کر سکے کیونکہ ایسی عجائب باتین ہمیشہ ظہور مین آتی رہتی ہین حکما کا یہی قول ہے کہ بعض تاثیرات ارضی یا سماوی ہزارون بلکہ لاکہون برسون کے بعد ظہور مین آتی ہین جو ناواقف اور بے خبر لوگون کو بطور خارق عادت معلوم دیتی ہین اور کبہی کبہی کسی کسی زمانہ مین [illegible] ظاہر ہوتے ہین جو بڑے بڑے فیلسوفون کو حیرت مین ڈالتے ہین اور پہر فلسفی لوگ انکے قطعی ثبوت اور مشاہدہ سے خیرہ اور مستندم ہو کر کچہ نہ کچہ تکلفات کر کے طبعی ماہیت مین انکو گہسیڑ دیتے ہین تا ان کے قانون قدرت مین کچہ فرق نہ آجاے ایسا ہی یہ لوگ ادہر کی اودہر لگا کر اور نئی باتون کو کسی علمی قاعدہ مین جبرا دہسا کر گذارہ کر لیتے ہین جب تک پردار مچہلی نہین دیکہی گئی تہی تب تک کوئی فلسفی اسکا قائل نہ تہا اور جب تک متواتر دُم کے کٹنے سے دم کٹے پیدا نہ ہونے لگے تب تک اس خاصیت کا کوئی فلاسفر اقراری نہ ہوا اور جب تک بعض زمینون مین کسی سخت زلزلہ کی وجہ سے کوئی ایسی آگ نہ نکلی کہ پتہرون کو پگہلا دیتی تہی مگر لکڑی کو جلا نہین سکتی تہی تب تک فلسفی لوگ ایسی خاصیت کا آگ مین ہونا خلاف قانون قدرت سمجہتے رہے جب تک اسپیریٹر کا آلہ نہین نکلا تہا کس فلسفی کو معلوم تہا کہ عمل ٹرینیش فیوژن آف بلڈ یعنے ایک انسان کا خون دوسرے انسان مین داخل کرنا قانون فطرت مین داخل ہے پہلا اُس فلاسفر کا نام لینا چاہیے جو ایکلِک

مشتین یعنے بجلی کی کل نکلنے سے پہلے اس بجلی لگانے کے عمل کا قائل تہا۔

فلسفی را چشم حق بین سخت نابینا بود ۔ گرچہ بیکن باشد و یا بوعلی سینا بود ۔

یہ ثابت ہو چکا اور ہمیشہ مشاہدہ مین آتا ہے کہ جو لوگ خواہ نخواہ قانون قدرت کے پابند کہلاتے ہین وہ اپنی رائے مین بہت کچے ہوتے ہین اگر دس بیس معتبر اور بخت عقلمند اور انکے ہم رتبہ آدمی کوئی عجیب بات محض کے طور پر بہی بیان کر دین مثلاً یہ کہدین کہ ہم ایک پر دار آدمی کو بچشم خود دیکہہ آئے ہین یا ایک پتھر مین سے شہد مترشح ہوتا ہم نے دیکھا کیا بلکہ کہایا ہے یا آسمان سے ہم نے پہول برستے دیکہے اور پہولون مین سے سونا نکلا یا شاید کوئی واقعہ صحیحہ ہی پیش آوے جیسے آجکل کے بعض اخبارون مین شایع کیا گیا ہے کہ یورپ کے ایک ملک مین ایک پتھر تیس من وزنی برسا جس مین ٹڈیان بہی ملی ہوئی ہین [illegible] ٹڈیان [illegible] تو وہ فی الفور ایک فلاسفر صاحب کے دل مین ایک دہڑکا سا شروع ہو جائیگا تو یہہ دہڑکا اور اضطراب اس کم بخت کا اس کے نقصان عقل اور فہم پر صریح شہادت دیتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اکثر سرمایہ اسکا ظن ہے کیونکہ کسی قطعی ثبوت مین انسان کبہی تردد نہین کر سکتا مثلاً اگر کسی زندہ آدمی کو دس بیس آدمی ملکر یہ کہین کہ تو زندہ نہین بلکہ مرا ہوا ہے ۔ تو اس قدر کیا وہ دس ہزار آدمی کی شہادت سے بہی اپنی زندگی سے شک مین نہین پڑے گا بلکہ بے شمار اشخاص کا مجمع بہی اپنے حلفی گواہون سے اسکو اضطراب مین نہین ڈالے گا کیونکہ اسکو اپنی زندگی پر پورا پورا الیقین ہے ۔ یہہ بہی دیکہا گیا کہ فلسفہ مین جو واقعی دانا ہین وہ تجارب فلسفہ پر بہت ہی کم یقین رکہتے ہین کیونکہ انکے معلومات وسیع ہین اور انکو اپنے فلسفہ کی اندرونی حقیقت معلوم ہے ۔

علامہ شارح قانون جو طبیب حاذق اور بڑا بہاری فلسفی ہے ایک جگہہ اپنی کتاب مین لکہتا ہے جو یونانیون مین یہہ قصے بہت مشہور ہین جو بعض عورتون کو جوانی وقتین

عفیفہ اور صالحہ تہین بغیر صحبت مرد کے حمل ہو کر اولاد ہوئی ہے پہر علامہ موصوف بطور
رائے کے لکہتا ہے کہ یہہ سب قصے افترا پر محمول نہین ہو سکتے کیونکہ بغیر کسی اصل صحیح کی مختلف
افراد اور مہذب قومون مین ایسے دعاوی ہرگز فروغ نہین پا سکتے ہین اور نہ عورتون
کو جرأت ہو سکتی ہے کہ وہ زانیہ ہونے کی حالت مین اپنے حمل کی ایسی وجہ پیش کرین جس
سے اور بہی ہنسی کرائین اور ہمین اسبات سے پرہیز کرنا چاہیے کہ خواہ نخواہ ایسی تمام
عورتون پر زنا کا الزام لگائین جو مختلف ملکون اور قومون اور زمانون مین مستور الحال
گذر چکی ہین کیونکہ طبی قواعد کے رو سے ایسا ہونا ممکن ہے وجہ یہ کہ بعض عورتین جو
بہت ہی نادر الوجود ہین بباعث غلبہ رجولیت اس لائق ہوتی ہین کہ انکی منی دونو طور
قوت فاعلی وانفعالی رکہتی ہو اور کسی سخت تحریک خیال شہوت سے جنبش مین اگر خود بخود
حمل ٹہر جایا [illegible] مین بہی مشہور ہین
سورج بنسی اور چندر بنسی خاندان کے انہین قصون پر بنیاد پائی جاتی ہے -
غرض یہ خیال ہندؤن مین بہی پایا چلا آتا ہے یہانتک کہ رگ وید مین
لکہا ہے کہ ایک نیک بخت رشی کی لڑکی کو فقط اندر دیوتا کی ہی توجہ سے حمل ہو گیا تہا
اور ایسا ہی شمس و قمر سے بہی شرفا آریہ کی پاک دامن لڑکیون کو حمل ہوتا رہا ہے اب
ان قصون اور کہانیون کو جو بکثرت مختلف قومون مین پائی جاتی ہین یکمرتبہ مردود
اور باطل سمجہکر پایہ اعتبار سے ساقط کر دینا حکیمانہ طریق نہین ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ اگر ان
قصون کو انکے زوائد سے الگ کر کے دیکہا جائے تو انکے نیچے وہی ایک دقیق خاصہ
علم طبعی کا چہپا ہوا نظر آتا ہے جسکیطرف علامہ نے اشارہ کیا ہے اور اسبات پر چند
نہین کرنی چاہیے کہ اگر یہ بات کچہ حقیقت رکہتی ہے تو پہر عام طور پر کیون وقوع مین
نہین آتی کیونکہ اول تو یہہ سوانح ایسے نادر الوقوع نہین ہین جیسے آجکل کے نئے فلسفی
انکو خیال کر رہے ہین بلکہ مختلف قومون مین اس کے آثار سلسلہ وار چلے آئے

ہین اگرچہ عبرانیون مین تو صرف حضرت مسیح اس طرز کی پیدائش مین بیان کیے گئے ہین لیکن
یونانیون اور آریون کی کتابون مین اس کی نظیرین بہت پائی جاتی ہین - اور حال کے
زمانہ اور اس کے قریب قریب ہی بعض ممالک کی عورتین حملدار ہو کر ایسا کچھ بیان کرتی
رہی ہین اب ان سب قصون کی نسبت گو کسی منکر کی کیسی ہی راے ہو مگر صرف ان
کے نادر الوقوع ہونے کی وجہ سے وہ سب کے سب رد نہین کیے جا سکتے اور ان کے ابطال پر کوئی
دلیل فلسفی قائم نہین ہو سکتی بلکہ اکثر یونانی فلسفی (آسمانون کے ماننے والے) اور انہین مین
سے افلاطون اور ارسطو بھی اسبات پر متفق ہین کہ حادث چیزون کی مبادی
آسمانون کی حرکتین اور اونکے مختلف دورے ہین - اسی جہت سے علوی اور سفلی چیزون
کی حکم اور حال مختلف ہوتے ہین اور اسی بنا پر انکے مذہب کے رو سے ممکن ہے کہ ایک
دور مین ایسی عجائب چیزین یا عجائب شکلون کے جانور پیدا ہون کہ نہ تو دورہ سابق
مین [illegible] کی نظیر پائی جا[illegible] نادر الظہور [illegible] سیار کا سلسلہ اس
وضع عالم کو لازمی پڑا ہوا ہے - اور علامہ موصوف نے اس مقام مین ایک تقریر بہت
ہی عمدہ لکھی ہے وہ لکھتے ہین کہ اگرچہ سب انسان ایک نوع مین ہونے کی وجہ سے باہم
متناسب الطبع واقعہ ہین مگر پھر بھی اون مین سے بعض کو نادر طور پر کبھی کبھی کسی کسی زمانہ
مین خاص خاص طاقتین یا کسی اعلے درجہ کی قوتین عطا ہوتی ہین جو عام طور پر دوسرون
مین نہین پائی جاتین جیسے مشاہدہ سے ثابت ہوا ہے کہ بعض نے حال کے زمانہ مین
تین سو برس سے زیادہ عمر پائی ہے جو بطور خارق عادت ہے اور بعض کی قوت حافظہ
یا قوت نظر ایسے کمال درجہ کو پہونچی ہے جو اوسکی نظیر نہین پائی گئی اور اس قسم کے
لوگ بہت نادر الوجود ہوتے ہین جو صدہا یا ہزارون برسون کے بعد کوئی فرد ان مین
سے ظہور مین آتا ہے اور چونکہ عوام الناس کی نظر اکثر امور کثیر الوقوع اور متواتر الظہور پر
ہوا کرتی ہے اور یہ بھی ہوتا ہے کہ عام لوگون کی نگاہ مین جو باتین کثیر الوقوع اور متواتر

الظہور ہون وہ بطور قاعدہ یا قانون قدرت کے مانی جاتی ہین اور انہین کی سچائی پر انہین
اعتماد ہوتا ہے اس لیے دوسرے امور جو نادر الوقوع ہوتے ہین وہ بمقابل امور کثیر الوقوع کے
نہایت مضمحل اور مشتبہ بلکہ باطل کے رنگ مین دکھائی دیتے ہین اسیوجہ سے عوام کیا بلکہ
خواص کو بھی ان کے وجود مین شکوک اور شبہات پیدا ہو جاتے ہین سو بڑی غلطی جو حکما
کو پیش آئی ہے اور بڑی بھاری ٹھوکر جو اون کو آگے قدم رکھنے سے روکتی ہے یہی ہے کہ وہ امور
کثیر الوقوع کے لحاظ سے نادر الوقوع کی تحقیق کے درپے نہین ہوتے اور جو کچھ ان کے آثار
چلے آتے ہین انکو صرف قصے اور کہانیان خیال کر کے اپنے سر پر سے ٹال دیتے ہین حالانکہ یہہ
قدیم سے عادت اللہ ہے جو امور کثیر الوقوع کے ساتھہ نادر الوقوع عجائبات بھی کبھی کبھی ظہور
مین آتے رہتے ہین اسکی نظیرین بہت ہین جنکا لکھنا موجب تطویل ہے اور حکیم بقراط
نے اپنی ایک طبی کتاب مین چند چشم دید بیماریون کا بھی حال لکھا ہے جو قواعد طبی اور تجربہ
طبابت [illegible] طور پر شفا پائی جسکی نسبت
انکا خیال ہے کہ یہ شفا بعض نادر تاثیرات ارضی یا سماوی سے ہے ۔ اس جگہہ ہم اس قدر
اور لکھنا چاہتے ہین کہ یہ بات صرف نوع انسان مین محدود نہین کہ کثیر الوقوع اور نادر الوقوع
خواص کا اہمین سلسلہ چلا آتا ہے بلکہ اگر غور کر کے دیکھین تو یہ دوسرا سلسلہ ہر یک نوع
مین پایا جاتا ہے ۔ مثلاً نباتات مین سے اک کے درخت کو دیکھو کہ کیسا تلخ اور زہرناک ہوتا ہی
مگر کبھی مدتون اور برسون کے بعد ایک قسم کی نبات اس مین پیدا ہو جاتی ہے جو نہایت شیرین
اور لذیذ ہوتی ہے اب جس شخص نے اس نبات کو کبھی نہ دیکھا ہو اور معمولی قدیمی تلخی کو دیکھتا
آیا ہو بے شک وہ اسبات کو ایک امر طبعی کی نقیض سمجھے گا ایسا ہی بعض دوسری نوع کی چیزون
مین بھی دور و دراز عرصہ کے بعد کوئی نہ کوئی خاصہ نادر ظہور مین آجاتا ہے " ۔ پھر اس مقدمہ
کو ختم کرنے کے بعد اصل اعتراض مخالفین کا کہ معجزہ شق القمر قانون قدرت کے مخالف ہی اور
تاریخی واقعات مین اسپر شہادت پائی نہین جاتی ۔ پہلے عقلی جواب دیا ہے اور بحوالہ مقدمہ

اسکا قانون قدرت کے مخالف نہ ہونا ثابت کیا ہے اس کے بعد اسپر تاریخی شہادت
کا ثبوت دیا اور بصفحہ ۱۹۳ کہا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنہون نے عام اور
علانیہ طور پر یہ دعوے مشہور کر دیا تہا کہ میرے ہاتھہ سے معجزہ شق القمر وقوع مین آگیا ہے اور
کفار نے اسکو بچشم خود دیکھہ بہی لیا ہے مگر اوسکو جادو قرار دیا اپنے اس دعوی مین سچے
نہین تہے تو پہر کیون مخالفین آنحضرت جو اسی زمانہ مین تہے جنکو یہ خبرین گویا نقارہ کی
آواز سے پہنچ چکی تھی چپ رہے اور کیون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مواخذہ نہ کیا
کہ آپ نے کب چاند کو دو ٹکڑے کرکے دکہایا اور کب ہم نے اوسکو جادو کہا اور اوسکی قبول
سے موںھہ پہیرا اور کیون اپنے مرتے دم تک خاموشی اختیار کی اور موںہہ بند رکہا یہانتک کہ
اس عالم سے گزر گئے کیا انکی یہ خاموشی جو ان کی مخالفانہ حالت اور جوش مقابلہ کے بالکل
برخلاف تھی اس بات کا یقین نہیں دلاتی کہ کوئی ایسی سخت روک تہی جسکی وجہ سے کچھہ
بول نہین سکتے تہے مگر بجز ظہور سچائی کے اور کون سی روک تہی یہ معجزہ مکہ مین ظہور مین آگیا
تہا۔ اور مسلمان ابہی بہت کمزور اور غریب اور عاجز تہے پہر تعجب یہ کہ انکے بیٹون یا پوتون
نے بہی انکار مین کچھہ زبان کشائی نکی حالانکہ اونپر واجب و لازم تہا کہ اتنا بڑا دعوے اگر
افترا محض تہا اور صدہا کوسون مین مشہور ہو گیا تہا اس کے رد مین کتابین لکھتے اور دنیا
مین شائع اور مشہور کرتے اور جب کہ لاکہون آدمیون عیسائیون عربون یہودیون مجوسیون
وغیرہ مین سے رد لکہنے کی کسی کو جرات نہوئی اور جو لوگ مسلمان تہے وہ علانیہ ہزارہا
آدمیون کی روبرو چشم دید گواہی دیتے رہے جنکی شہادتین آج تک اس زمانہ کی کتابون
مین مندرج پائی جاتی ہین تو یہ صریح دلیل اس بات پر ہے کہ مخالفین ضرور شق القمر مشاہدہ
کر چکے تہے اور رد لکہنے کے لیے کوئی بہی گنجایش باقی نہین رہی تہی اور یہی بات تہی
جس نے انکو منکرانہ شور و غوغا سے چپ رکہا تہا سو جب کہ اسی زمانہ مین کروڑہا مخلوقات
مین شق القمر معجزہ شیوع پا گیا مگر ان لوگون نے خجلت زدہ ہوکر اس کے مقابلہ پر دم

بہی ہمارا تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس زمانہ کے مخالفین اسلام کا چپ رہنا شق القمر
کے ثبوت کی دلیل ہے نہ کہ اس کے ابطال کی کیونکہ اس بات کا جواب مخالفین اسلام کے
پاس کوئی نہین کہ جس دعوی کا رد انہین ضرور لکہنا چاہیئے تہا انہون نے کیون نہین
لکہا انحضرت کوئی معمولی درویش یا گوشہ نشین نہین تہے تا یہ عذر پیش کیا جائے کہ
ایک فقیر صلح مشرب جس نے دوسرے مذاہب پر کچہ حملہ نہین کیا چشم پوشی کے لائق تہا
بلکہ آن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عام مخالفین کا جہنمی ہونا بیان کرتے تہے اس
صورت مین مطلق طور پر جوش پیدا ہونے کے موجبات موجود تہے۔ ماسوا اسکے
یہ بہی کچہ ضروری معلوم نہین ہوتا کہ واقعہ شق القمر پر جو چند سیکنڈ سے کچہ زیادہ نہین تہا
ہر ایک ولائت کے لوگ اطلاع پا جائین کیونکہ مختلف ملکون مین دن رات کا قدرتی
تفاوت [illegible] ابر ہونا ایسا ہی کبہی
اور ایک موجبات عدم رویت ہوجاتے ہین۔ اور نیز بالطبع انسان کی طبیعت اور
عادت اس کے برعکس واقع ہوئی ہے کہ ہر وقت آسمان کیطرف نظر لگائی رہے
بالخصوص رات کے وقت جو سونے اور آرام کرنیکا اور بعض موسمون مین اندر بیٹہنے
کا وقت ہے ایسا التزام بہت بعید ہے۔

پہر ان سب باتون کے بعد ہم یہ بہی لکہتے ہین کہ شق القمر کے واقعہ پر ہندون
کی معتبر کتابون مین بہی شہادت پائی جاتی ہے مہا بہارت کو دہرم پربا مین
بیاس جی صاحب لکہتے ہین کہ ان کے زمانہ مین چاند دو ٹکڑے ہوکر پہر مل گیا تہا اور
وہ اس شق القمر کو اپنے بے ثبوت خیال سے **بسوامتر** کا معجزہ قرار دیتے ہین
لیکن پنڈت دیانند صاحب کی شہادت اور یورپ کے محققون کے بیان سے
پایا جاتا ہے کہ مہا بہارت وغیرہ پران کچہ قدیم اور پرانے نہین ہین بلکہ بعض
پرانون کی تالیف کو تو صرف آٹہہ سو اور نو سو برس ہوا ہے اب قرین قیاس